© rasailojaraid.com



# شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے لکھے ہوئے قرآن کریم

از جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی ڈی۔لٹ (پیرس)

جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کی سلور جوبلی (۱۵۔۱۸ نومبر ۱۹۴۶ء) کی نمائش میں راقم کو بھی حصہ لینے کا اتفاق ہوا۔ اس اہم نمائش کی خوبیاں ماہرینِ تعلیم یا معلم ابتدائی و ثانوی تعلیم اور ان کے علاوہ ماہرینِ فنونِ لطیفہ اسلام کے لئے بیشمار ہیں جن پر الگ مضمون درکار ہے مگر فی الحال مجھے یہاں ایک عام غلط فہمی کا ازالہ مقصود ہے کیونکہ اس غلط فہمی کی بنا پر ناواقف حضرات ہی نہیں بلکہ بعض پڑھے لکھے لوگوں سے بھی اکثر سننے میں آتا ہے کہ انھوں نے اورنگ زیب عالمگیر کا لکھا ہوا قرآن کریم دیکھا ہے یا ان کے کتب خانہ میں ہے جو بالکل بے بنیاد دعوے ہیں۔

اس نمائش میں ہمارے ایک بزرگ خان بہادر نے قرآن کریم کے دو قلمی نسخے پیش کئے ایک کے ساتھ "قرآن کریم قلمی یاقوت مستعصمی" اور دوسرے کے ساتھ "قرآن کریم شاہنشاہ اورنگزیب عالمگیر" عبارتیں لکھکر آئینہ دار الماری میں رکھا ہوا تھا۔ اول الذکر پر تو پھر کبھی عرض کرونگا مگر فی الحال موخر الذکر پر عوام کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے کچھ عرض کرتا ہوں۔

مجھے یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ ایک پڑھا لکھا آدمی جو تاریخ دانی کے لئے بھی مشہور ہے اس طرح کے ادعا کی کیسے جرأت کرسکتا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کی ذاتی تاریخ عہد کی روشنی میں اس ضمن میں چند الفاظ لکھے جائیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نسخہ قرآن کریم کے آخر میں کچھ عبارت عربی میں اورنگ زیب کی اپنی لکھی ہوئی اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اور وہ صرف ونحو کے اعتبار سے غلط ہے۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ممکن ہے اس نے غلط عبارت تحریر کی ہو اور یہ قرآن ضرور اسی کا ہے، یہ امر بے حد تعجب وحیرت کا باعث ہے۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ کے متعلق یہ امر بغیر کسی تاریخی ثبوت بہم پہنچانے کے مسلم ہے کہ وہ سب سلاطین مغلیہ میں زیادہ عالم فاضل تھا تاہم اس کے عہد کی تاریخ "عالمگیر نامہ یا مآثر عالمگیری" کی طرف رجوع کرنا چاہئے چنانچہ محمد کاظم مولف عالمگیر نامہ[1] رقمطراز ہے:۔

"از کمالات کسبیہ آنحضرت کہ زینت بخش حالاتِ قدسیہ وہبیہ گشتہ تتبع علوم دینیہ از حدیث وتفسیر عربیہ وفقہ شریف حنفیہ است۔ وبسیاری از کتب طریقت وسلوک واخلاق چوں احیاء العلوم وکیمیائے سعادت ودیگر تصانیف عرفا واکابر در رسائل و ملفوظات علماء باطن وظاہر بمطالعہ ہمایوں رسید، حل معضلات وکشف اسرار آں فرمودہ اند۔ وبالفعل نیز بعد فراغ از نظم مہام سلطنت وسروری وتمہید مراسم دین پروری وعدالت گستری بایں شرائف اشغال پیوستگی دارند"

اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے ذاتی کسبی کمالات میں علوم دین از حدیث وتفسیر عربیہ وفقہ شریف حنفیہ تھے اور بہت سی کتب اخلاق پر مثلاً احیاء العلوم وکیمیائے سعادت وغیرہ کا مطالعہ امور سلطنت سے فارغ ہو کر کرتے تھے ان میں دیگر تصانیف اکابر علماء باطن وظاہر از قسم رسائل ملفوظات بھی شامل تھے۔

اسی طرح آگے چل کر یہی محمد کاظم حفظ قرآن کریم کے ضمن میں رقمطراز ہے:۔

"توفیق حفظ تمام کلام مجید ربانیست۔ . . . وفہم اسرار ونکات آں بر لوحۂ حافظ اشرف کہ لوحِ محفوظ اسرار غیبی است مرتسم گشت چنانچہ تاریخ شروع آں حفظ شریف را

---

[1] عالمگیر نامہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۳ء ص ۱۰۹۱۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



حروف کریمہ" سنفرتک فلاتنسی" بحساب جمل پردہ از رخ می کشاید و تاریخ اتمامش

از اعداد" لوح محفوظ" جلوہ ظہور می نماید[۱]۔

یعنی بقول مورخ آپ کو امورِ سلطنت سے اول اول وقت کم ملا جس کی وجہ سے کلام پاک کو سلطنت سنبھالنے سے بیشتر حفظ نہیں کر سکے چنانچہ بعد جلوس برادرنگ سلطنت حفظ قرآن کریم کی طرف توجہ کرکے تھوڑے سے عرصہ میں حفظ کیا اور قرآن کریم کے الفاظ " سنفرتک فلاتنسی" سے شروع کرنے کی تاریخ نکلتی ہے جو قریب ۱۰۷۱ھ کے مطابق ہیں اور اسی طرح تاریخ اختتام بحساب جمل قرآن کے الفاظ " لوح محفوظ" سے نکلتی ہے جو ۱۰۷۲ھ کے مطابق ہے۔ اس سے بآسانی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اورنگ زیب کو کس قدر علوم دین اور قرآن کریم سے شغف تھا اس سے اس کی عربی دانی کا بھی تصور ہو جاتا ہے جو نہایت اعلیٰ معیار پر تھی پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ غلط عربی عبارت تحریر کرے جو بالکل بے بنیاد بہتان ہے۔

اس کے بعد ہم جب اورنگ زیب عالمگیر کے حسنِ تحریر خط کی طرف توجہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ استادان اقلیم سبع اس تک رسائی نہیں کر سکتے تھے آپ کا خط نسخ یاقوت (مستعصمی) اور (عبداللہ) صیرفی کے خط نسخ کا مقابلہ کرتا تھا وہ پختگی، خوبصورتی اور متانت و کمال کے اعتبار سے اپنا ایک خاص مقام رکھتا تھا۔ مشہور ہے کہ قرآن مجید کی کتابت اورنگ زیب عالمگیر کا ایک نہایت محبوب مشغلہ تھا۔ اور اس کی یہ عادت اس قدر مشہور ہوئی کہ عام طور پر بیان کئے جانے لگا کہ اورنگزیب قرآن لکھکر روزی کماتا تھا اور مکہ مکرمہ ارسال کرتا تھا جس سے اس کے صاحب ریاضت ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ اس ضمن میں مورخین کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

" در ایام میمنت انجام بادشاہزادگی مصحف مجید بخط مبارک صورت اتمام دادہ آں را

---

[۱] عالمگیر نامہ۔ ص ۱۰۹۳-۱۰۹۲۔ و مآثر عالمگیری (اردو ترجمہ) ص ۳۸۹-۳۸۸



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



یا دیگر شرائف تحف در غائب و مبلغی خطیر برسم نذر و آئین نیاز بمکہ معظمہ و کعبہ مشرفہ

زاد اللہ قدرہا و جلالتہ فرستادند"

بعد جلوس بر سریر سلطنت تھوڑے عرصہ میں اور قرآن کریم تحریر کیئے ۔

" در اندک وقتے بدستیاری تائید و مددگاری بخت سعید جلدے دیگر از مصحف مجید

باتمام رسانیدہ . . . . . .

" قرآن مجید بخط اقدس کہ مبلغ ہفت ہزار روپیہ وجدول و جلد آں صرف شدہ

بمدینہ منورہ مرسل شدہ "

یعنی عالمگیر نے قبل سلطنت قرآن مجید کا ایک نسخہ لکھکر مکہ معظمہ ارسال کیا اور تخت نشینی کے بعد ج قرآن لکھے، ان کو مدینہ منورہ ارسال کیا ۔ مبلغ سات ہزار روپیہ ان کی جلد بندی اور جدول کی زیب و زینت میں صرف فرما کر مدینہ منورہ حرم نبوی صلعم کے اندر بطور نذر رکھا دیئے ۔ . . . . . . ان معاصر مورخین کی تحریروں سے اورنگ زیب عالمگیر کے حسنِ مذاق خطاطی اور پھر اس پر زر کثیر خرچ کرکے اس کو مزین کرنا اس بات کی بھی تردید کرتا ہے جیسا کہ عام طور پر تصور کیا جاتا ہے کہ وہ فنون لطیفہ کے صحیح مذاق سے عاری تھا بلکہ اس کی عام دلفریبی کا اس کو پورا احساس تھا ۔

اس کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر کیوں پڑھے لکھے لوگ اورنگ زیب عالمگیر کے لکھے ہوئے قرآن کریم کہہ کر دوسروں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں جبکہ اس کے لکھے ہوئے قرآن کریم کے نسخے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں کے تلاوت کے لئے وہاں پہنچ چکے ہیں اور وہاں بھیجے ہوئے مطلا و مذہب نسخوں کے کبھی پھر ہندوستان واپس آنے کی شہادت تک بھی نہیں ملتی ۔

اب رہے قرآن کریم کے وہ نسخے جو آج مختلف لوگوں کے پاس یا بعض کتبخانوں میں موجود ہیں اورنگ زیب عالمگیر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں تو متذکرہ بالا بیان کی روشنی میں تاریخی حیثیت



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



وہ صحیح ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے ہاں یہ ممکن ہو کہ ان دو تین قرآن کریم کے نسخوں کے علاوہ جو مکہ و مدینہ ارسال کیے گئے تھے عالمگیرؒ نے کچھ اور قرآن بھی لکھے ہوں اور وہ لوگوں کے پاس ہوں اور ان پر آج دستخط وغیرہ بھی ملتے ہیں۔ اس دعوے کی تردید میں ہم اورنگ زیب عالمگیرؒ کا اپنا ایک رقعہ پیش کرتے ہیں جو بنام شہزادہ ہے اور آخر ایام کا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس واقعے سے بالوضاحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ عالمگیرؒ نے یک دو" قرآن کریم صرف رضائے الٰہی حاصل کرنے کیلئے لکھے تھے اور اسی وجہ سے اس نے ان پر تاریخ کتابت اور اپنا نام تک نہیں لکھا تھا رقعہ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

".... چہ بنویسم وچہ بگویم خجالت وانفعال ایں نام بہ دنامے گفتہ تا نوشتن اسم برسم آں برسم اولی وانسب۔ من یک دو مصحف کہ نوشتہ ام نام نوشتہ ام تاریخ ہم نوشتن درکار نیست۔ اگر برائے او سبحانہ نوشتہ اند علم او حسبی وکفی ..."

اورنگ زیب عالمگیر کا یہ رقعہ رقعاتِ عالمگیری کے اس نسخہ میں درج ہے جو میری ملکیت میں ہے اور جس پر "کلمات طیبات" لکھا ہوا ہے۔ اس نسخہ کی تقطیع چھوٹی ہے اور اس رقعہ کا نمبر ۱۴۳ سرخ سیاہی سے لکھا ہوا ہے۔ ممکن ہے یہ رقعہ رقعاتِ عالمگیری کے دوسرے مجموعوں میں بھی مل جائے اب اس متذکرہ بالا بیان کے بعد جس کو معاصر مورخین کی تحریروں کے علاوہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کی اپنی ذاتی تحریر سے واضح کر دیا گیا ہے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ عالمگیرؒ نے قرآن کریم ضرور لکھے لیکن ان کو مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ ارسال کر دیا گیا اور ان پر نام و تاریخ نہیں لکھے گئے۔ امید ہے اب لوگ اس کی طرف کسی قرآن کے نسخہ کو منسوب کرنے سے اعراض کریں گے۔

یہ نہ بھولنا چاہئے کہ اورنگ زیبؒ کی علمی فضیلت اور عربی و فارسی میں اس کی مہارت کا اعتراف ہندو مورخین تک نے کیا ہے۔ چنانچہ عہدِ عالمگیری کے نامور مورخ سر جادو ناتھ سرکار لکھتے ہیں۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



"اورنگ زیب عربی اور فارسی ایک فاضل و محقق کی طرح بولتا اور لکھتا تھا"

(History of Aurangzib Based on Original Sources. R4)

پس ارباب نظر خود انصاف کریں کہ قرآن مجید کے کسی نسخہ کو عالمگیر کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرار دینا۔ حالانکہ ختم قرآن پر جو عربی عبارت عالمگیر کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور جس کو اس دعوے کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے کہ یہ نسخہ خود بادشاہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ عربی نحو و صرف کے قواعد کی رو سے غلط ہے۔ کیونکر قرین انصاف اور لائق قبول ہو سکتا ہے۔

---

# فیض الباری

(مطبوعہ مصر)

فیض الباری نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیائے اسلام کی مشہور ترین اور مایۂ ناز کتاب ہے، شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد انور شاہ صاحب قدس سرہ جو اس صدی کے سب سے بڑے محدث سمجھے گئے ہیں۔ فیض الباری آپ کی سب سے زیادہ مستند عظیم الشان علمی یادگار ہے۔ جسے چار ضخیم جلدوں میں دل آویزی و دل کشی کی تمام خصوصیتوں کے ساتھ مصر میں بڑے اہتمام سے طبع کرایا گیا ہے فیض الباری کی حیثیت :۔ امام مرحوم کے درس بخاری شریف کے امالی کی ہے جس کو آپ کے تلمیذ خاص مولانا محمد بدر عالم صاحب رفیق ندوۃ المصنفین دہلی نے بڑی قابلیت، دیدہ ریزی اور جانکاہی سے مرتب فرمایا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی تقریروں کے علاوہ فاضل مؤلف نے جگہ جگہ تشریحی نوٹوں کا اضافہ کیا ہے جس سے کتاب کی افادی حیثیت کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے۔ مکمل چار جلدوں کی قیمت سولہ روپے

مکتبہ برہان دہلی قرول باغ



© rasailojaraid.com